مولوی مفتی غلام رسول صاحب مدراس و در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب و در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب و مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد
مطالعش ساکت ماندند و بعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا و اہل مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علمائے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ مطلع
ہونے کے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب اپنے جہل کے مایوس اور ناامید ہو کر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس ننگ رنگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتوں کو معہ ترجمہ اور رسالہ کشف الحجاب ثلاثیہ اور دلیل
متین اور سبب تالیف کہ جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہے سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی میں چھپوا کر
ملک بملک مشتہر کیا جب اس پر بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامے میں نہ سما کر رسالہ تشبہات الفساق
رد میں فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی میں چھاونی بنگلور میں چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہے اعتقاد ہیچ و سن دیگری نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر بیباکی
شروع کی کہ رسالہ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضاء حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید
دلاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے تقویت دین
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور میں بھجوا لئے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہیں اسواسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے
ہیں کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر میں آوے خبتہ للہ ہمکو مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کریں ورنہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف سطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و مناقضات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہے لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت دی

کہ تحریر جواب سے انکار و اعراض کر کے اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال خام مین علی الخصوص دلیل اور انکے کلام
باطل کو غالب و با دلیل ٹھیراوین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب موقوف مطالعہ
کتابون مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمھارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابین تفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہو کر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس جا سے ہم پہونچین لا کر حاضر کرین جب خیرخواہ مسلمین نے انکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر بس تائید فضل الٰہی
پر توکل و اعتماد کر کے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا اس عرصے
مین بغیر درخواست اس احقر کے یہ کیفیت مفصلاً زبانی سید حبیب محضار جمعدار عرب کے پیشگاہ
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمان رواے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ نے ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ ع امور مصلحت ملک خسروان دانند • گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ خانگی رہا تو سط مصاحبت کاری
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت سے مع اشغال معمولہ کے مطالعہ کا ہے کو
ہو سکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے و الحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس واقعہ اخراج کے بسبیل پیام و وسائط
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جا گزین تھے طالب استرداد کتب کے ہوئے مین نے جواب دیا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دین تھین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار درپیش ہوئے ہین بغیر اوسکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین آخر یہ تقرر
پایا کہ بواسطے خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندہ نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط مورخہ ۲۷ شوال ۱۳۰۲ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب شافی مصحلی بند رضع میں بال کر

ف نواب مختار الملک بہادر ... وزیر اعظم فرمان رواے دکن نظام الملک آصف جاہ ... [illegible]

کہ فرودگاہ مصنف مزبور کا تھا روانہ کیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابو بہا محمد عنایت
کرمفرما احباب سید عیسی ملقب بعالم میان صاحب واضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلدہ
زبانی سید موسی صاحب مفصلا معلوم شدہ باشد کہ دران راقم را ہیچک دخل نبود محض این بلا از
طرف بعض جہائب عرب برخاست کہ بغیر استشارہ من مبادرت نمودند و بہانا کہ اگر وقت روانگی خود
شان اندکے ہم مرا اطلاع می ساختند حتی الوسع برای قیام آنکمرما سعی مینمودم چہ دران مقصودم بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچہ بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم کہ آن شبہات را از کہ پرسم لیکن از وقتیکہ برادر ایشان سید موسی صاحب از طرف
آن مشفق آمدہ باعث بران شدند کہ حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نمودہ شود خاطر
نگران و باطمینان آوردہ لہذا امتثالا للامر کرم اول از چند مقام کہ خیلی موجب خلجان اند پرسیدہ می شود
امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتساف بجواب آن پردازند **سوال اول** شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ ابن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو میان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھہ
تمہارے کار آمدنی نہین ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدۃ المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ
اونکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویان کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ تفضیل سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرعہ نضلش کہ بر جمیع ہمبر شد از خدا ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نقل کی ہے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسا ہوا انکا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور او آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ھھو اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ آدمی اونسے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب عباری سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق مین مہدی سے خطا و غلط سرزد ہونا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدویت کو باطل کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی پس حضرت ابو بکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھ حضرت رسالت کے غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تر کرتے تھے اور ہر شق مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اور یہی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف مین احوال و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمھارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین پس یہان بھی یہی اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناف کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب دیکھتے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میرانجی نے کہا ہی جو کہ خدائے تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان تو اسلام حقیقی
کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
قیاس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک
واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرا یا تو باقی حصے کا اوس صفت سے
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرّاتا ہی اس سوالات کا جواب
بتقریر واضح کہ مطاوی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خداے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ اٰمِيْن
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا ما النفس خیر باد مگر ایک خط بطور
تجاہل عارفانہ کے فقط طالب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چند
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اونکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب
وزارت مآب مختار الملک بہادر** کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدویون کے روانہ
کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوائی چنانچہ
نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین **نقل رقعہ مؤلف بنام نواب وزارت
مآب مختار الملک بہادر** کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسیٰ مہدوی مذہب
به عالم میان ستہ تا رسالہ در رد زمرۂ اہل اسلام تصنیف ساختہ دران کافۂ مسلمین شیعہ
وسنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا ... بنو
هم روانہ ساختہ وہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ با وی مقابل شدہ باشد و درخواست تحریر
وجواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاے حیدر آباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ خود
تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را مع

مصنفت مذکور بنده ببنده فرستادند و مصنفت مذکور از بنده هم بکمال اصرار خواستند تا تحریر جواب نمود و بهمین غرض کتب مذهب خود از جاها فراهم آورده حاضر ساختند ناچار بتحریر جواب پرداختم و مجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر تکفیر می ارزید لیکن زبان قلم خود را با آن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق در حق ایشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم که در کتب ایشان مرقوم بود مشروح و مدلل نموده هدیهٔ مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچیک نافزودم برین هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکه این تحریر جواب غایت تمنا و اصل مدعای عالم میان بود که ده بده و در بدر برای تحصیل آن سراسیمه میگردیدند آیا نمیدانستند که در جواب همین رد و تنقیص رد خواهد نمود یا مدح خوانی و ثناگستری ایشان خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر از مدتی بیکار نهاده هست لهذا امیدکه بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنام بایں مضمون طلب بنیاز زند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کتاب از جمعدار موصوف رسید مهری گرفته از ادای این امانت هم سبکدوش شوم زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین و ملت در تزاید باد

نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام موصوف

رقعه مرسله درباب صدور حکم بجنید خان جمعدار درباب رسانیدن خط عالم میان بنام آن مهربان بجهت تفویض کتب امانتی تا که جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود موصول گردید برطبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید بمهر حافظ میان که بلفف عرضی مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف نهاست کتب مندرجه رسید فرستاده شود تا که باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور سپرده آید گرد و زیاده اشتیاق ۱۰ تو هشتم ماه ذیحجه ۱۲۸۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

میرساند

مرسلہ بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگندہ سرفراز فرمود حسب الحکم
سرکار عالی مطابق نقل مبیضہ کنانیدہ و مہر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت
گردانیدہ ملفوف عریضۂ ہذا بنظر خداوندی گذرانیدہ امید کہ بموجب فہرست رسیداز
نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرمودہ بفدوی مرحمت گردد تا بہ
برادر اوشان رسانیدہ شود زیادہ حد ادب معروضۂ غرۂ ذیحجہ ۱۲۸۵ھ ہجری

شادی ۱۲۴۸
خان
جنید ولد

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصلۃ الذیل کہ

سید عیسی صاحب مہدوی ملقب بہ عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران
مستعار گرفتہ بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیدہ بودند حالا حسب
اجازت میان موصوف بتمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافتہ بمالکان
کتب مسطورہ رسانیدہ شد آیندہ میان وغیرہ مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف
بہیچ گونہ دعوی و تقاضا نیست لہذا این چند کلمہ بطریق لادعوی رسید نوشتہ شد کہ سند باشد

دفعہ ۱	دفعہ ۲	دفعہ ۳	دفعہ ۴
مجموعۂ پنج فضائل و شواہد الولایت و تذکرۃ الصالحین وغیرہا	مجموعۂ مقصد ثانی و مکتوب ملتانی و جوہر نامہ و بشارت نامہ و صراط مستقیم و رسالۂ ہفتاد و چہار فرقہ و درج الاسرار و چند مکتوبات و ام العقائد و رسالۂ بعض الآیات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ ۷	دفعہ ۸
کنز الدلائل مسمی بہ ضرب	مخزن الدلائل	رسالہ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف ایضاً
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعہ رسالہ الکشف المذنب وثلاثیہ وسبعیات و دلیل المتین تصنیف ایضاً	شبہات النقاری تصنیف ایضاً	ترجمہ رسالہ مہدی نامہ تصنیف ارتضا علیخان مرحوم	حافظ میان ۱۲۵۵

محررہ تاریخ غرہ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ ہجریہ مقدسہ

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپور مین حقیقت حال یہ ہی کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہی کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بنائے شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہی کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہی نقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہی پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہی کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپور مین چونکہ یہ ہیئت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزہ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہو سکتی ہین چہ جائے واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل براسہ مستقل نہین ہو سکتی ہی البتہ ان علامات متفقہ و مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر ہر کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہی پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہی جیسا کہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہی اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا بطلان مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفا دلائل ظنیہ ابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہی کہ ظن باب

اعتقاد مین بالکل غیر معتبر ہو اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین
تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید
یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّهٗ لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّیَّاتِ
فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ مِنْهُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ
الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْهِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاهِرُ الْبُطْلَانِ
اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ
ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب سے
یہ قدر مشترک قطع وجزم کو پونہچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات
عامہ مشترکہ ہین اور انتفا اونکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین
اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر
مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین
مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد
امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہر حال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر
ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور
یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت
کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا
و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل
کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَهْدِیِّ
فَتَوَقَّفَ جَمَاعَةٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِهٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّهٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ ایک قسم

مغتنمات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور ابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہی کہ مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین انکا اعتبار نہ آوے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کہ اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوس مین یہ عبارت نہین ہی
اور نہ اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوسمین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہی اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس مین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض و التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہوئے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہی بلکہ سراسر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہی اب انسے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی صاحب
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے توبہ
کروگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَاؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ
لَا یَھْتَدُوْنَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہی
سنہ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہی سنہ ایک ہزار باون
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرہ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط کہ تفصیل
اوسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہی

له ولادت مهدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مهدویونکو
کچھ خلاف و شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلا خلاف ۹۱۰ھ نو سو دس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مهدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
چھہ سو چوسٹھہ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیساکہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبرہ مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مهدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مهدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہوکر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے انمین
سے اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بوڑھا ہوکر بیٹا جنے تاکہ بارہ پشت
مهدی کی اس مدت چھہ سو چوسٹھہ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مهدی کا نسب بھی انھین
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مهدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس ۴۳ برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہوکر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مهدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے
اور مهدی مذکور چونکہ تریسٹھ برس کی عمر مین مرے ہین یہ اونسے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسبنامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبد اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حمید بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تنیس برس مین تو بیٹا اوسکا نو برس مین جنے
تاکہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر آترین وہل ہذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ نہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آئین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیان دو جوروون سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے
اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑہا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
وامارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم ومعدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین
کہ جس کا دل چاہے انکا بیٹا بن جاے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہی چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد صلبی
ساٹھ عدد ہین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹونکے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داود یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
مین کہ سنہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزند مین بعضے لاولد ہوے اور بعضے صاحب

اولاد نہین اور اب ایمۂ علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہین اونمین سے چار کثیر الاولاد ہین امام
علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمعیل
و حسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب
مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد
لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے السیئ
نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمھارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین
پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے نے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی
وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کرکے گنہگار نہوون
اور انکی روح کو زیادہ آزار ندیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا
کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کر دو کہ مَنِ ادّعٰی
فَعَلَیۡہِ الۡبَیَانُ ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے
ہین بجا اس بات کے ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب اوس سے پوچھین
کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی
سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک **نواب افضل الدولہ**
بہادر فرمان روا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہلانے اونکے تیسرے بیٹے نکلے
کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلاشبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر السیئ استعجاب
سے تہر اکر سینگے این گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدۂ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ
یہ نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک مین نے کہا
کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ
جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان مذکو کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی
بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنائی
اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن
غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرے نام بنا سکتے ہو جب کہ تمھارے پیشوا ان

پہلونے یہ نسب نامہ بیٹے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ اودون کے نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذرے
ہوئے دادون پردادونکو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پورانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کرکے نسب نامۂ مذکور کو درست کرلیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کرلیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابونکی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول سے
ہین سمین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا خلاف اور سوائے اسکے پنج فضائل بھی نہایت معتبر ہو خود عالم میان
کی زبانی ہی کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون اور مشائخ و علما مہدویونکو دکھائی گئی سبنے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوائے ایک نقل کے کہ اسمین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور اونکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور اونکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر جانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینکدین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور پوست
سر کا مدفن جانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہی غرض کہ سوائے اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی ورنہ بالفرض و التسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ سید اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدة المطالب مین ہی نقطا اونکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدة المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اونمین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی النسیب لدولة اور بنی الوراق مین اور وہ لوگ مصر و شام مین

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی

آجتنک موجود مین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھہ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کر کے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر دیتے ہین اور وہان بقول کہ پیر خود در ماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین ترکش کمان
کہان کھون یہان نعمت اللہ کو خود ڈھونڈھنا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ زبردستی پرائی نسل مین
گھسنا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی و اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال اوبکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر بھی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا نمانا
اور کہا کہ کوئی کچھہ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آب
مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
بھی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی
دلیل ہفدہم مین معلوم ہو گا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
یا تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھالی یا مغل جغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
و بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہین ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ **دلیل دوم** قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہانتک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے بس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث مہدویون اور اونکے مہدیکے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ لوگون نے کہا کہ اوسکے آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدوی پچھلے فقرے کو دیکھکر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا اور ان پر صادق آتے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لیکر یہانتک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت کے والد کے نام کے موافق عبداللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے میران کے باپکا نام سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے ہین اوسمین سید خان ہی فقط مذکور ہی اور چونکہ اوس وقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبدالملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃ اور عبدالغفور سجاوندی صاحب ایجاز الدلائل نے متابعۃ جس جگہہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تائید مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے کے پہچاننے والے مر گئے نڈر ہوکر میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایت نے

ماں کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حالانکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامے کے
باب اول مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگونے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ
اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگنے جواب دیا کہ
کیا خدائے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملامعین کی طرف سے دو عالمونے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علمانے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگنے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سید عاجو آپہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس ٹیڑھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ وشک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو مین بھڑک گئے اور بہکنے کی کیا جا تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلماء رکھا تھا اور سب پر طرہ ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل ومسلمان اوسکو
قبول نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علمانے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدانے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون سے نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
کلام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نآئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ اونکے
باپ اونکا نام عبد اللہ تھا حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبد اللہ
اور اوس بن عبد اللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
بن عبد اللہ اور بشیر بن عاصم بن عبد اللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبد البر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبد اللہ نام ہوکر گذرے ہین
اگر شیخ جونپور کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عزلی کا نام عبد اللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نسکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبد اللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نکیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابۂ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین کرتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اوڑگئی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جبتک
کہ یہ ثابت نکرینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب
مہدویون پر یہ ہمارا قرض ہی کہ ثابت کر دیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اوٹھا دیوین ورنہ ع باطل است آنچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
مہدی کی نسل کی طرف اعلیٰ نعمت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسفل مین عبد اللہ بھی
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سرتا پا ہباء منثورا ہی اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ دادا مین

اور اگر تو پوچھے ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں گے اللہ نے

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سید خان کو اوڑا کر سید عبداللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہین نسب کے
مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا
فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی رواہ احمد والبیھقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انمین اسلیے کہ ان نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورہ زبان اور روایت ودرایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد دلیل ٹھیراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ اینکے مہدی
کے ساتھ سوا چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ انمین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوئین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۲۹۳ ہجری کے صفحہ ۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنوگے تم کہ
نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اُس مین
خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی
ہین طرف خراسان کے پھر آیا ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابونعیم کی

نقل کی ہی کہ یجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوھہم زبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہوونگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیے تین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انسے تب نمود ہووینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمسے ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفہ اللہ تعالی
کا مہدی ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے تب نمود ہوئین نشانیان سیادت کی بطلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصًا شرقی القب جونپور کے
بادشاہونکل تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرے تمسے موافق لفظ اس
حدیث شریف کے ای اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے حائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کرلیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہو وے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے سلف
وخلف کی عادت ہی کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین رایتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہی اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر معنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جاد
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ خیال کیا کہ جاوت ہندی علی رہتہ کہ

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت اونھین کی بولی ہی پانچوین خطایہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکریگا
وہ بھی سمجھیگا کہ من واسطے ابتداء مسافت کے ہی نہ واسطے انتہا مسافت کے جاوت من قبل خراسان
کے معنی یہ ہین کہ آوے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمہارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرین مگر خدا ئے مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ
تائید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعد انکے بیٹے سید محمود کے فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجائے
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جائے گا کہ اوس پر خلق بیشمار لڑ مریگی
اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
رہجاینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہو بچا اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ
ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
اور ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین صرف سونے کا کان مذکور ہو اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

یوشک والمفرات کاتحسرعن کنز من ذھب کا مسطور ہی چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہی کہ
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث تتنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی یا خلافت گجراتی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خلافت
کے لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی کہیگا کہ یہ تینون عوض
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کھانبھیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت کھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر بنوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی
ٹھیرا کر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوئے چنانچہ تحقیق اسکی ماقبل
مین ہو چکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنیکے ہین مارے جانیکے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرۂ ثم لا یصیر الی واحد
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانیکے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنیکا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس مین لڑینگے
اب یہان تمھارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہووین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حالانکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتلہ قوم ثم
یجیٔ خلیفۃ اللہ المھدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفۃ اللہ المھدی اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدۂ مقررۂ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالۂ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھیراے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھتے ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو فاتوہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پونہچانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصۂ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مبرہن ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مرچکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ تبا یید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اونسے
ہوچکے اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا ماں کے پیٹ مین مع دونو خلیفہ زادون کے لڑ کر چکے ہین
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہوسکتا

جس طرف خیال تیز مانند صحراے خطا کے نا فہاے اغلاط وخطا کے مہک رہے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہوجاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہوکر اس جگہہ اسی قدر پر اختصار کیا **دلیل چہارم** عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارجوان لاتذهب الایام واللیالی حتی یبعث الله منا اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة کما فتح هذا الامر بنا ارجوان یختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بکر البیهقی فی البعث والنشور ومنها ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی الله عنهما قال سئل امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع من الوجه یسیل شعره علی منکبه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته وراسه ومنها ما روی عن ابی عبد الله الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال لو قام المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتهی القصہ سواے صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ سلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال انکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات ودن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاویگا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو کہ بال اوسکے دونو کندھون تک پونہچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان اوسکے

دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار [illegible] عبد الملک سجاوندی
اور تمام مہدویون نے ان روایات سے [illegible] کیا

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان بر آمد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی و خیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیساکہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے صبی یہ اوسوقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت و مضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیہ
اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یھی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشو و نما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعا مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہو کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے تھے
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمھاری روایات کے ان شیخ کو

انکار او مہدی شاب مدت کا انتظار چاہیے کہ یعلونوں وجہہ سواد شعر ہ اوسپر صادق
آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال اورالا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ اول
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاوے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب کہ
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی ترپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ داناپور کے جنگل مین انکی
بی بی اور بیٹے نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اونھین دعاوی بیہودہ
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دو دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی **شعر** شنیدیم تخمینیان
ہما ابروسن تخ پتیغ تصبی و صبی [illegible] + غرض کہ یہ روایات کہ تمھاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ سجاوندی بھی کہ علمای با سد کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای منصف جو قول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار مجددیات ہمارے مہدی سے ای منصف

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب بابکے انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہو نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسینؑ بھی کرتے ہین غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ **دلیل پنجم** مشکوٰۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کردیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیساکہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیساکہ نووی نے ذکر کیا اور الیسئی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ مین ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھادی کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مہدی علی رأس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ جیساکہ اپنے مہدی کی سند نسل آئمہ اہلبیت تک پونہچادی اس حدیث کی سند اصل ائمہ حدیث تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلف سن بارہ سو چھیالیس مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد و صحیح ترمذی و مشارق و حاشیہ شرح مقاصد و ملفوظ میران محی الدین وغیرآن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی رأس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل تحسین گشت زیراکہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ تا زیست مصر ماند و اسم آن نہ کس انیست قال الشارحون ھؤلاء التسعۃ فاولھا خواجہ حسن بصری

پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع
خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبداللہ صنبیا یازدہ روز والسادس شیخ عیسی پانزدہ روز
والسابع امیر سید عبدالقادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز
دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدویت کردہ تا زیست مصر ماند حدیث مذکور
از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاطہ **جواب** غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی کچھ
کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ
انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھہ کر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ چہ خوش گفت است
سعدی در زلیخا ✢ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ✢ داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی
اول چاہیے کہ ثابت کر دیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ
کو دکھا دیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کس جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین
فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور اون نو مہدی لغوی کا دعوی
کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ
بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہونچے تو اوس منقول عنہ کی تجویز وتخمین ہووے گی
اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن و سال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی
چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہین تمسے
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم در دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی
کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری
حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم
ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا
اور یاجوج وماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا اس مین سے
کسی کی تاریخ سوائے خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مقدمے
مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشتہر ہوئی ہی کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھیرینگے اور مین اسکا جواب دے چکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ کہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا ردادب کی راہ سے مجکو مکروہ معلوم ہوتا ہی
اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صور پھونکا
جاوے گا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہین گے اور دجال بھی تمامی صدی پر نکلے گا او
کچھ کم دو برس رہے گا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسین گے اور درمیان دو نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال و طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک نہ مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہی کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہو جاوے یہ محال ہی بلکہ اگر ٹھیک تمام ہزار پر خروج دجال
ہووے جیسا کہ بعضے علما نے احتمال اسقدر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہے گی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت کھنچے انتہی ملخصا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنا نہ ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث نے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دھوکا کھایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو چھیاسی برس سے اوس بزرگ کے
خیال مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پر

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجب ہی کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے ٹبھ کر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو وسو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو وسو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد یہ لی کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حال آنکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو
بیس برس طول پاکر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نوری اور طبری سے بشرط صحت
نقول کے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ائمہ اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم و وحی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین احادیث
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنالی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نو مہدی لغوی کا بیان ہوا فراہیات کے ساتھ
کیا کہ اپنی سنے فہمی انتہا کو پونہچادی اول یہ کہاں نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہاں سے
ثابت ہوا ایا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث بے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کر دی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے ان میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
وغیرہ یہ لوگ کیونکر خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو
مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا تولد سنہ چارسو اکھتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکورنے
اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
ساٹھ مین اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی
صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا
معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی ہی علم تاریخ مین بھی نمبے بدل ہوتے
ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور
داراشکوہ نے اپنے باپ شاہجہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثناخوانی کی اور جواہان
اسبات کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض
کی کہ بعد تحقیقات کے جانا چاہیے داراشکوہ رنجیدہ ہوئے شاہجہان اونکی خاطر سے
سوار ہوئے جب بادشاہ مع داراشکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے
اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے
شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہجہان متحیر ہوئے
کہ یہ کیا گپ ہی کجا سکندر اور کجا تیمور کہ دونوں مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن عالی حوصلگی سے
چپکے ہو رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن
یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہجہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام
ہی امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے
اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہجہان سنے حیران
ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لیجلیے انتہی یہ تحقیقات میان سید مصطفی کی ہین کہ جنہون نے اڑھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہو اب میان عبدالملک کہ جنکا لقب علما باسعی انکی خوش فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نو سو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کے راس پر کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے نقل صحت کو پہونچے تو وہی تمھاری تکذیب کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے مجدد مہدی ہین اور تمہارے پیر انتہا نوین صدی پر ہوئے پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمہارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو ہوگیا اور راس صدی سے معنے ابتدا صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو قطع نظر اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین یخرج من امتی مہدی کا لفظ ہو حضرت آپ اپنی امت مین سے کس طرح ہو سکتے ہین اور میان مصطفی مہدوی جھوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہو وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورۂ عرب و عجم کے خلاف ہو جائے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین اور راس سبعین اور راس حمل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین سر درخت اور سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس بمعنی انتہا کے ہی کہ ارأیتکم لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظہر الارض احد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو برس کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر نرہ سکتے ہون بلکہ پابند مروے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن

تحقیق عبدالملک سجاوندی کا اور تحقیق مہدوی [illegible]

وشیاطین و ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہوگئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہوگئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی اگر اس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہی معنی یبعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نوسو پانچ پر مہدی ہونگے اونہین سمجھتے ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علمائے شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ اوسکا مختصر ہی کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سمساطی شیعی سے ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر کر کے اوس مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہوگئی اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی پس ناقلین اس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ مین اس روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من المقامین
مین باب المکائد اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما یا اسد عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی اسی مختصر نے
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہو تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالۂ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فروگذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس روایت
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدیونے کتابو نمین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخے اوسکا موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس و ظن دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا **فائدہ جلیلہ**
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنلائے جائینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ہلاک جائینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلین گے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینہ اور بعضے ایک سال رہ کر نکلین گے و اَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین [illegible]

مُنْذُ يَوْمِ خُلِقَتْ اِلٰى يَوْمِ اُفْنِيَتْ وَذٰلِكَ سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان ٹھیرے گا ابتدا ے پیدائش دنیا سے انتہا فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت پوری کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جهنی سے روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوے اور ابو جعفر طبری نے اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھہ ہزار اوس مین سے گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے برابر ہی اور دنیا کی مدت چھہ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھہ دن گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین ہین گے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہو کر منقطع ہو جاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ گزر عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار یونہی ہی بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ اوس دن امن پاوے
کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے سنہ ۹۸
آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین
اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ
مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو تر سٹھ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے
خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت رسالت کے
چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے یہی ہی کہ حضرت سے
بیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہووے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنیَا سَبعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ اَنَا فِی اٰخِرِھَا اَلفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اونکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہو سکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ سوت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے اقل مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس او مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اوسی ملنے مین چھہ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریباً دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن درنیولا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھہ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
مع توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت ابتدا چھہ ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہی کیونکہ جب
حضرت ابتدا چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ کی جا باقی نہ رہی
اس بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھہ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین نہین گذرا اور اسمین کچھہ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ وَكَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ بعضی بات متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس ونے غبار آئے کہ انمین کچھہ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگونکے
ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلاً ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس دم تک
چھہ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہوا پس موافق استعمال دوم کے
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی خلائق علوی وسفلی مین
سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس معاملے
مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور
اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اسلام سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ستر برس کے ہی اب
سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيهَا
لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج
فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی
کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین دن مین مقرر کی اوسی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی
یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی ورکمی بیشی الفاظ کی اس
حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث محققین کے نزدیک مخلوط وغیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح
جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الآخرۃ اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ انا فی آخرہا الفا کو طبرانی
نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور سخاوی نے کہا کہ
اس حدیث مین کچھ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت
سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی کا گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی
کہ اوس مین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہون گے
کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہودین سے ستر ہزار آدمی اوسکے
ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی
کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ مین ڈالے گا لیکن آگ اوسکی مومنین
کے حق مین پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی
کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ پانچ نماز دن کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلادے الحدیث غرض کہ خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار روپیون وغیرہ کا رخانونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ روز
زمانۂ دولت ہی تمام آباد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہی کہ جبتک
چال سواری کی باد رفتار نہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی سواری پر اوسکی شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر بیک بینی و دو گوش کسی ملک مخالف پر پہونچا کیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا
کُتّے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ مع خدم وحشم وساز وسامان پھرا کریگا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوا دوسری افواج معتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پہونچا وے مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندونکے
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چاہتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک سو برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہی کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت
نصاریٰ راہ تمام کر چکین یہود کو جلو مین لیکر برآمد ہووین اور ابر پر باد سے اسکو مشابہت
صوری بھی بدرجہ ہی کہ بچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر مانند دل بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم رہے کہ موافق ... ما نے حضرت صادق ومصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوگی

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی
بلاتوقف معمولا ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھئی ساعت مین تین سو ساٹھ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی او
بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا
شَھْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل وسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اوڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ مقام
اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایکماہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ری مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا پگھلانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصائب
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی **شعر** کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✦ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سر مو تجاوز کرین تو سزائے سخت
پاوین زیادہ تفصیل سکی بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ما قبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اونتیس دجال کہ اسکی کوچک ابدال ہین اور ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ كُلُّ اثُونَ دَجَّالُونَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ اوٹھین گے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی پیش از قیامت میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پا چکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہووے اور دعوی نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان حدیثون سے نہ ڈر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب تسویے مین بھی آوے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانونکی محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے کیے ہین مگر یہ بھی بول دیے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال يُبَايَعُ الْمَهْدِيُّ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَا يُوْقِظُ نَائِمًا وَلَا يُهْرِيْقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگائے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خون کو انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضے مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے سنہ نوسو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِيْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اوس وقت شاہ نظام اور قاضی علاؤ الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہہ کر بیعت کی ہر چند کہ دوسرے یاران نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کر دیا بعد وعظ کے

بعضے اعرابنے بھی بیعت کی بعضے یارونے پوچھا کہ میران جی دوسری بار دونکو کیون بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان تمال مَنِ اتَّبَعَنِی فَهُوَ مُؤمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہے اور بخفضائل مین لکھا ہے کہ دو شنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے
ہے کھڑے ہوکر دعوی مہدیت کا کرکے تین بار باواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِی فَهُوَ مُؤمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاء الدین نے کھڑے ہوکر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُكَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بد دگواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور
بعض مین بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہے کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور مثبت مقدم ہے نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہے اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب مین انھین نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ اِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَيْنِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرین گے اونکے
ہاتھہ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینہ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھہ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سولون کو نہ بلاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کرکے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھہ پر
بیعت کرین گے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہوجاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ تجاء

اِلَی المَہدِیِّ فِی بَیتِہٖ وَالنَّاسُ فِی فِتنَۃٍ تُہرَاقُ فِیہَا الدِّمَاءُ فَیُقَالُ لَہٗ قُم عَلَینَا فَیَأبیٰ
حَتّٰی یُخَوَّفَ بِالقَتلِ قَامَ عَلَیہِم فَلَا یُہرَاقُ بِسَبَبِہٖ مِحجَمَۃُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے
گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوس مین خون ریزی
کی جاتی ہوگی کہا جاوے گا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہان تک کہ جب قتل
سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہی جائیگی بسبب اونکے ایک سنگھی خون کی
انتہی سنگھی خون کی نہ بہنے جانا محاورہ ہی جیساکہ بولتے ہین کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہی کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالۂ برہان مین مذکور ہین کہ اونمین
نقشۂ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا
نام ونشان شیخ جونپوری مین پایا نہین جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا وانتہا چھوڑ کر اعتقاد
یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لیکر رکن ومقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت
اوسکی بثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود مین آوین
نہایت خطا ہی **خطائے دوم** یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھ کر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ
خود انھین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب
بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگین گے کہ
مہدی نہین ہی مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہین تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور مکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو
نکال کر کرہا بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھاکر منبر پر چڑھین گے اور حاکم کی
روایت مین بھی ایسی ہی کہ یُبَایِعُہٗ عِدَّۃُ اَہلِ بَدرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام ہم شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوائے اسکے اسیقدر انصار لیکر ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ السیطی
سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی وو بارہ پھر سے لوٹ جاوینگے وہان تک پھر ملک گرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھکر رکن و مقام کے درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن میں بامثل شیر و بہادر اور رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گذار ہونگے یہ مختصر ہی روایت نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپور مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالۂ برہان وغیرہ مین موجود ہین خطائے سوم یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فھو مؤمن جس سے تاریخ نوسو ۹۰۱ ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان را چہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بر روی تو عبارت من اتبعنی فھو مؤمن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت و گذشت نہین ہوگئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہوا اور تم جو چاہو سو بنا کر اوسمین نسبت لگا کر عدد اوس عبارت کے موافق قاعدۂ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اور اگر قال کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نوسو اکیاسی ہو جاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے تیرھوین ۱۳ باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین باین عبارت ہوا انہ قال بامر اللہ عز وجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک وتعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ و افترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے ستر ھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبۂ بدلی مین ۹۰۵ سنہ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی مبین مراد اللہ اور انہی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ وتعالی نے تاریخ دعوے آنحضرت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک وتعالی نے تمھارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نوسو چونسٹھ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو غلطی کرین جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تینتیس ہوتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو
پہنچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر [illegible]
مزخرفات ہین خطائے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دو شنبے کے روز منبر پر
کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہوکر بعد دعوے مہدیت کے تین بار باواز بلند کہا کہ اس تبعنی
فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نے رگنے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر
مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جائے
مطاف ہی کہ طواف کرنیوالون کا رستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا
دعوی باواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوص اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطائے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بحنید گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال
مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع وضر اپنا نفع وضر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی
گواہی مین نا مقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ
امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمۂ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرمائے
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن رضی اللہ عنہ
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس
دعوی آپ کا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب
مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت مناقشۂ جناب مرتضوی کی [illegible]

کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع
قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچہ تکبر ونفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت وحمایت نہ کی
جانا کہ دین انہیں کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی
ہی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین
کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمہارے دعوے مہدویت
مین تمہارے خاص تلمیذونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطاے ششم یہ کہ مدعی کی سمجہہ مین
یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہوسکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تم نے
من اتبعنی فہو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو
اسکے باذن اللہ ومن عند اللہ ہونے کا انکار ہی اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر ممکن ہی
اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمہاری طرح مدعی کشف والہام کے ہوگئے
گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دونی
ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے
کہ ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ــ بجاب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین
اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے
کیونکہ یہ من وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوگی تو انکی ولایت بھی
ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت
مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہوئی دور محال لازم آویگا ❊❊
دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی
کہ عن ارطاۃ انه قال بلغنی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ان المهدی من ولد فاطمة بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشه ثم یخرج
رجل من ولد فاطمة بنت رسول اللہ علی سیرة المهدی بقاؤه عشرین
سنة ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعضے مصنفین ان

[illegible]

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث انپر صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بے دیانتی کو کار فرمایا اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المهدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالۂ مہدی مؤلفۂ مولانا علی القاری اور رسالۂ برہان شیخ علی متقی مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و تبدیل کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہی کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ مجھپر عمداً جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرالے یہ حدیث محدثین کے نزدیک متواتر المعنی ہی روایات نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاۃ قال بلغنی ان المهدی یعیش اربعین عاما ثم یموت علی فراشه ثم یخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنین علی سیرة المهدی بقاؤه عشرین سنة ثم یموت قتیلا بالسلاح ثم یخرج رجل من اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم مهدی حسن السیرة یغزو مدینة قیصر وهو اخر امیر من امة محمد صلی الله علیه وسلم ثم یخرج فی زمانه الدجال وینزل فی زمانه عیسی بن مریم علیه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونہچی ہی یہ بات کہ مہدی رہین گے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلیگا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلیگا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے مقتول ہوکر مریگا پھر نکلیگا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ نیک سیرت ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلیگا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدویوں کی روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا کہ بعد بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اور اکبر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کر کے اپنے میان پر جمادیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر
بن شالخ کہ ابو الیمین ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اوپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہوجاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چار سو برس ہین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہنچے اور مصداق اس وعدے کے نہوئے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا اونکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جمادے گا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمکخوار اونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ حاکم
اور کو کر براہ ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط بیس برس مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہووین کچھ ضرور نہین ہی
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہووے
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی تحقیقات
سوائے ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدفی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن منده اور ابن عسا کر نے قیس بن جابر عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہوگا **دلیل ہشتم** میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شدہ ست اکثر اصاحب فتوحات درکتاب خود آوردہ ست کقولہ الا ان لله خليفة يخرج وقد املأت الارض جورا وظلما فيملؤها قسطا وعدلا يشبه رسول الله في الخلق بضم الخاء اجل الجبهة اقنى الانف مقرون الحاجبين يقسم المال بالسوية ويعدل في الرعية ويفصل في القضية يخرج على فترة من الدين يزع الله به ما لا يزع بالقران ياتيه الرجل يمسي جاهلا بخيلا جبانا فيصبح اعلم الناس اكرم الناس اشجع الناس يمشي النصر بين يديه يعيش خمسا او سبعا او تسعا يقفو اثر رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخطي له ملك يسدده من حيث لا يراه يفعل ما يقول ويقول ما يعلم ويعلم ما يشهد يصلحه الله في ليلة يعز الاسلام به بعد ذله ويحيي بعد موته يظهر من الدين ما هو الدين في نفسه ويرفع المذاهب فلا يبقى الا الدين الخالص يفرح به عامة المسلمين اكثر من خواصهم يبايعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وكشف وتعريف الهي له رجال الهيون يقيمون دعوته وينصرونه هم الوزراء يحملون اثقال المملكة ويعينونه على ما قلده الله تعالى شعر
الا ان ختم الاولياء شهيد ٭ وعين امام العالمين فقيد ٭ هو السيد المهدي من آل احمد ٭ هو الصارم الهندي حين يبيد ٭ هو الشمس يجلو كل غم وظلمة ٭ هو الوابل الوسمي[له] حين يجود ٭ وقد جاء زمانه اظلكم وانه ظهر في القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلثة الماضية قرن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم الذي يليه ثم الذي يلي الثاني ثم جاء بينهما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات کے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف وتبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

[له] الوسمي مطر الربيع الاول ۱۲ قاموس

بڑھا دیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف اپنے دیکھے اوڑا دیے اور کسی جا معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہہ ہی تحریف اول یہ کہ قسطًا وعدلًا کی یہ عبارت اوڑا دی لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا
اِلَّا یَوْمٌ وَّاحِدٌ طَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَلِیَ هٰذَا الْخَلِیْفَةُ مِنْ عِتْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ یُوَاطِیُ اِسْمُهٗ اِسْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ بَیْنَ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ یعنی اگر باقی
رہے دنیا سے مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دنکو تاکہ آلیہوے خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا سے متصل ہو عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعیت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بعیت رکن و مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہی اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بعیت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراش متاخرین
مہدویہ کی ہی کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ کے یہ حکایت افترا کر کے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خوندمیر سے خلیفہ خاص کیونکر مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانہ لا یکون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی اخلاقہ یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہی کہ یہ بھی
مد نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان
ایام مین بسبب قربت ماننیکے کہ ہزارہا آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نرہے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابین دعوی ہمشکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو موبہ تھے حالانکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ کیش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ ایک
صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوٰۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ اقنی الانف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہان نہ تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکالڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکالڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مھدی اعطنی وبین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دیوینگے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی خوند میری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کریگا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے اجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کرکے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن یہ بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کرکے کئی سویہ
دلادیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھی جیساکہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نو ستو
دیتے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالۂ معارضہ
حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ کی شرح
مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایای
باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر اس
کلام کا محمل نپاکر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی سالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھ قنطا
اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کردیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈالدی کہ ہر دانہ لاکھ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سواد و روپیہ
کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھہ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکالڈالنے کی نوبت پونہچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھدینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کروڑ یا سوا دو کروڑ روپیہ کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام اوس مانیکے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بملک اخراج کرتے رہے او اسقدر مقدور سلاطین مانڈو حکام مالوہ
کو کہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت
قیمتی پچاس لاکھہ روپیہ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادرشاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکھا ہی کہ ساٹھہ قناطیر زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی در حالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہے کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعورن مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی پس داد و دہش کی تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھہ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام سلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے
بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا
سلطان موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک فالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت
قلیل ہی تسبیح کر دردو کمزور کی حوالہ کردینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف پنجم یہ کہ
مالا یزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھادیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی
یمسي جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس
شب اللہ تعالی مہدی بناوے گا اوسکی شام تک بے علم بخیل نامرد ہونگے اور صبح کو
سب آدمیون سے زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہوجاوینگے یہ موافق ہی حدیث
امام احمد اور ابن ماجہ سے کہ المهدي من اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت سے
ہین درست کردے گا اونکو اللہ تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعا کے حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد
ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہوکر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہوکر باتفاق علماے نواحی داناپور کے ملقب با سد العلما ہوچکے تھے اور
ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھہ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کرکے اوسکو مع فیل
سواری کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کردیا تھا پس ان پر نہ یہ حدیث صادق
آتی ہی نہ عبارت مذکورۂ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ الرجل
کو عبارت فتوحات کے اول مین لگادیا تاکہ معنی یہ ہوجاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آوے گا اوس کا یہ حال ہووے گا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

اشتجع ہوجاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا باینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین
استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے
چلے آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین **تحریف ششم** یہ کہ بعد
من حیث لا یراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل ویقوی الضعیف فی الحق او
یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور
قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب
حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان
ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی ادعائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انہر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت کے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پہ نہین صادق
ہی یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدہر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصور یہی اسی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو **تحریف ہفتم**
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکاء یبید الظلم واھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی
فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ
کلان مین بمقام مادبۃ الہی چراگاہ شہر عکاء کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو
اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہوگے چہ جاے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکاء مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل
مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے **تحریف ہشتم** یہ کہ بعد لفظ بعد موتہ کے یہ عبارت